۱۰۲۰۵
RARE BOOK NOT
Checked 1987

لیکچر

جو جناب مولینا مولوی حافظ محمد نذیر احمد خان صاحب بہادر سابق
ڈپٹی کلکٹر و ممبر بورڈ آف ریونیو ریاست حیدرآباد دکن وظیفہ خوار
سرکار عالی نظام و مصنف مراۃ العروس و بنات النعش و توبۃ النصوح
و محصنات و ابن الوقت نے

CHECKED 1995

انجمن حمایت اسلام لاہور کے چوتھے سالانہ جلسے میں دیا

سنہ ۱۸۸۹ع

۱۰۲۰۵

انجمن حمایت اسلام لاہور کے لئے

مطبع اسلامی لاہور میں مولوی کرم بخش منیجر کے اہتمام سے چھپا

تعداد جلد ۲۴۰۰ قیمت فی جلد [illegible]

انجمن حمایت اسلام لاہور

اس وحدہ لاشریک لہ کی شان دیکھو۔ کہ اپنی قدرت۔ اپنی عظمت۔ اپنا جلال کیسے عجیب اور حیرت انگیز انقلابوں سے ظاہر کرتا ہے۔ دین اسلام کے وہ مخلص پیرو بندے جو اپنی اعلےٰ درجے کی دین داری۔ لیاقت فضیلت۔ حسن اخلاق وغیرہ خوبیوں کے باعث آج کل کی معدن علوم قوموں کی بھی استاد تھے۔ انہیں کی نسلیں آج جاہل مطلق۔ بے ہنر محض اور اسلام کے مقدس اصولوں کی پابندی سے کوسوں دور ہیں۔ ان کی جہالت کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ بت پرست قومیں جن کے پاس اپنے مذہب کی حقیقت کی کوئی بھی عقلی اور نقلی دلیل نہیں۔ علانیہ اسلام کی تردید کے واسطے کھڑی ہوتی ہیں۔ پر ہمیں اپنی بے علمی اور نالیاقتی سے ان کے جواب دینے کی بھی جرأت نہیں۔ عیسائی جن کے موجودہ طریق کو ایک تھوڑی سی عقل کا آدمی بھی غلط ثابت کر سکتا ہے۔ وہ ہمارے خاتم المرسلینؐ کی نسبت سینکڑوں جھوٹے اور لغو بہتان باندھ کر عام لوگوں کے سامنے سناتے ہیں۔ مگر افسوس کہ ہم ان کے لچر اور پوچ اعتراضوں کے جواب دینے سے بھی قاصر رہتے ہیں۔ یہ باتیں تو رہیں برکنار۔ مشن سکولوں میں ہمارے شافع المذنبینؐ اور ہمارے دین کی نسبت وہ نالائق الفاظ ہمارے لڑکوں کی زبان سے نکلوائے جاتے ہیں۔ جنکا سننا بھی جائز نہیں۔ مگر بل بے ہماری بے غیرتی۔ کہ ہم اپنے لڑکوں کو اس آفت سے بچانے کا کوئی بند و بست نہیں کرتے۔ ہماری لڑکیوں کے عقائد بگاڑنے اور انہیں ناجائز آزادی سکھانے کو کبھی روپے پیسے کا لالچ دے کر۔ کبھی پڑھانے کا ڈھنگ ڈال کر۔ کبھی دستکاری سکھانے کا وعدہ دے کر عیسائی عورتیں جن سے پردہ کرنا ویسا ہی ضروری ہے۔ جیسا مردوں سے ہمارے گھروں میں آتی ہیں۔ مگر وائے رے نادانی۔ کہ ہم ان نقصوں کے مٹانے اور اپنی لڑکیوں کو ان گمراہ کرنے والی عورتوں کے ہاتھوں سے بچانے کی ہمت نہیں کرتے + بے ہنری کا نتیجہ ہمیں آج یہ ملا۔ کہ جتنے رذیل پیشے ہیں۔ وہ آج ہمارے قبضے میں ہیں۔ چور۔ اچکے۔ مفلس۔ قلاش جتنے ہیں۔ اکثر مسلمان۔ ہیجڑے۔ کنجن۔ بھانڈ۔ ڈوم۔ کل مسلمان۔ ان پڑھ۔ جاہل۔ بے ادب۔ گستاخ بھی ہیں۔ تو یہی مسلمان۔ دنیاوی علوم کون نہیں پڑھتے؟ اعلےٰ عہدوں پر کون ترقی نہیں کرتے؟ اپنی جائدادیں کون بیچے جاتے ہیں؟ یہی ہمارے بھائی مسلمان۔ اسلام کے پاک اصولوں کی پیروی چھوڑنے کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جن قوموں کو انسانی لباس میں آئے ہوئے کچھ بہت مدت نہیں گزری۔ ان کا دل آزار مقولہ اہل اسلام کی موجودہ حالت کے لحاظ سے یہ ہے۔ کہ اسلام انسانی نسلوں کے حق میں فائدہ رساں نہیں ہے۔ غرض دینی اور دنیوی دونو طرح کی حالت میں تو پست و ذلیل ہو رہے ہیں۔ مگر باوجود اس کے ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ اور مل کر اس حالت سے نکلنے کی بجائے فرقہ فرقہ بن کر ایک دوسرے کی تخریب کے درپے ہیں۔ بلکہ اپنے ہاتھوں اپنے مسلمان بھائیوں کی بیخ کنی کر کے اسلام ہی کو صدمہ پہنچا رہے ہیں۔ اور لطف یہ کہ اس بات کو دین کی ترقی کا باعث سمجھتے ہیں۔

افسوس!! افسوس!!

مندرجہ بالا نقصوں کے دور کرنے کے واسطے لاہور میں انجمن حمایت اسلام قائم ہوئی ہے۔ جسکے مقاصد یہ ہیں۔ اول مخالفین مذہب مقدس اسلام کے جواب تحریری یا تقریری تہذیب کے ساتھ دینے۔ دوم مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کی مذہبی تعلیم کا انتظام کرنا۔ تاکہ وہ غیر مذہب والوں کی مذہبی تعلیم کے اثر سے محفوظ رہیں۔ سوم مفلس اور یتیم لاوارث بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام [illegible] کہ وہ اپنے دین و مذہب کو چھوڑ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم صلعم

ابر و باران کی وجہ سے پچھلے دو دن موسم ایسا نامساعد رہا کہ جس قدر اژدہام کی توقع کی جا سکتی تھی شاید اسمیں کسی قدر کمی ہوئی ہے لیکن یہ کمی ممبران انجمن حمایت اسلام کی دل شکنی کا موجب نہیں ہونی چاہئے

کیا فائدہ ذکر بیش و کم سے ہوگا — ہم کیا ہیں کہ کوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ کہ ہؤا کرم سے تیرے — جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

حمایت اسلام ایسا دلکش اور پیارا لفظ ہے کہ جسکے دلمیں اسلام کی ذرا سی بھی گدگدی ہے ممکن نہیں کہ یہ آواز اسکے کان میں پڑے اور اُسکے شوق کو تحریک نہو۔ چاہئے تھا کہ مسلمان اس انجمن پر ایسے گرتے جیسے شہد پر مکھیاں یا شمع پر پروانے لیکن اگر ایسا ہؤا ہوتا تو آج انجمن کے ممبروں کی فہرست کتاب ہفت قلزم کے حجم سے کم نہوتی۔ اچھا پھر اس مجلس کی شرکت۔ اعانت۔ سرپرستی میں مسلمانوں کی طرف سے وہ سرگرمی کیوں نہیں ظاہر ہوئی جسکی توقع کی جاتی تھی کیا لوگوں کو اس انجمن کی خبر نہیں یا اسلام محتاج حمایت نہیں یا جسقدر ہو چکا ہے اسلام کی ضرورتوں کو کافی ہے۔ یا انجمن کی کارروائی اصلاح طلب ہے۔ یہ ہیں چند سوالات جو انجمن کے اس جلسے میں شریک ہونے کے قصد کے ساتھ میرے ذہن میں گذرے۔ اُن کے جوابات بہم پہنچانا اُنپر غور کرنا سوچنا موانعات کو دفع کرنا میرا نہیں بلکہ انجمن کے ان ممبروں کا کام ہے جو انتظام کو اُٹھائے ہوئے ہیں۔ میں تو صرف نفس حمایت اسلام پر چند ریمارکس کروں گا مجکو صرف اتنی بات کا ظاہر کرنا منظور ہے کہ ہندوستان

ہیں اسلام کو کس طرح حمایت درکار ہے۔

شروع میں اسلام کو ایسے ناملائم اتفاقات پیش آئے کہ جناب پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاروناچار نبرد آزمائی کرنی پڑی۔ حضرت نے بڑے صبر۔ بڑے تحمل اور بڑے استقلال کے ساتھ گیارہ برس تک اس پہلو کو بچایا۔ اور صرف خدا کے واسطے تمام دنیاوی ایذاؤں کو برداشت کیا۔ مگر عرب کے لوگ لاتوں کے بھوت باتوں سے کیوں رو براہ ہونے لگے تھے۔ عرب کے لوگوں کو حضرتؐ کے ساتھ صرف اس وجہ سے عداوت تھی کہ پیغمبر صاحب ایک خدا کی پرستش کو قائم کرنا چاہتے تھے وہ لوگ دینی دشمنی کے سبب طرح طرح پر پیغمبر صاحبؐ کو زبانی ایذائیں دیتے اور کہتے دیوانہ ہے۔ جھوٹا ہے۔ شاعر ہے۔ ہیں کہیں مرزا اسد اللہ یا الطاف حسین حالی۔ ان صاحبوں کے واسطے شاعری مایۂ ناز ہو۔ مگر پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیواسطے یہ خطاب باعث عزت نہ تھا۔ بلکہ اُن کو تو عالم ہونا بھی موجب عار و منقصت تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمّی تھے۔ اگر وہ ایم اے یا ایل ایل ڈی کی ڈگری رکھتے ہوتے تو لوگ کہتے کہ پڑھا ہوًا اپنے خیالات ظاہر کر رہا ہے۔ زبانی تکلیفوں کے سوا گستاخی بےبیہودگی بےادبی اس درجے کی تھی کہ کفار نے ایک دفعہ سجدہ کی حالت میں اونٹ کا اوجھ گردن مبارک پر ڈال دیا۔ بوجھ سے اُٹھ نہ سکے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا نے آن کر اُٹھایا۔ کافران بیدین راہ میں کانٹے بچھا دیتے کہ آتے جاتے پائے مبارک میں چُبھیں۔ آتش عداوت یہاں تک بھڑکی کہ مشرکین آنحضرت کے ہلاک کرنے کے درپے ہو کر قتل کی تدبیریں کرنے لگے اور پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وسلم

030 ... ION

اور ان کے رفقا اور انصار پر عرصۂ زیست کو تنگ کر دیا۔ ناچار سب نے
گھر بار جائداد سب کچھ چھوڑ کر جلا وطنی اختیار کی جس کو ہجرت کہتے
ہیں۔ لڑائی کی۔ آگ کا قاعدہ ہے کہ لگی اور بھڑکی اور بھڑکی اور پھیلی
اس طرح پر اسلام کو معرکے پیش آئے۔ اسلام کو اگر درخت سے تشبیہ
دیں تو وہ ایسا درخت ہے کہ تلواروں کی چھاؤں میں اُس کا نشو و نما
ہوا اور آدمیوں کے خون نے اسکے لئے پانی کا کام دیا۔ اسلام خدا کی
خالص اور بے لاگ ولپیٹ توحید کی وجہ سے یوں بھی بت پرستوں اور
اور مشرکوں یعنی دنیا کے تمام لوگوں کی نظروں میں کھٹکتا تھا۔ لڑائیوں
کی وجہ سے اور بھی مبغوض ہو گیا۔ سلطنت اسلام کے قائم ہو جانیکے بعد
مسلمان بادشاہوں نے اشاعت اسلام کو توسیع ملک کا حیلہ ٹھیرایا۔ یہ
روداد مخالفین اسلام کے لئے حجت ہو گئی اور حجت ہونے کی بات تھی
کہ بھلا یہ بھی کوئی مذہب ہے جو ہیکڑی اور زبردستی اور دھینگا
مُشتی سے لوگوں کے دلوں میں اس طرح اُتارا گیا جیسے کڑوی دوا
بچوں کے گلے میں۔ جو شخص واقعات تاریخی کی تکذیب پر دلیر ہو ہو
اپنا مسلک تو یہ ہے کہ بیشک جہاں تک اسلام کو ہندوستان کے ساتھ
تعلق ہے وہ ایسا ہی مذہب ہے بلکہ یوں کہو کہ تھا جیسا کہ۔ اُس کے
مخالف کہتے ہیں کہ جبر و اکراہ کے ساتھ اسکی اشاعت ہوئی۔ مگر
اس سے نفس اسلام پر کوئی الزام کیوں آنے لگا۔ الزام اگر ہے تو
ان لوگوں پر ہے جنھوں نے جبر و اکراہ کے ساتھ اسکی اشاعت کی۔
اگر کسی مدرسے کا ایک احمق لڑکا ایسی بدیہی بات نہ سمجھے کہ مثلث
کے دو ضلعوں کا مجموعہ تیسرے سے بڑا ہوتا ہے لیکن جب پوچھا جاوے

تو ماسٹر کے ڈر سے کہدیا کرے کہ ہاں ہوتا تو ہے - اس صورت میں ماسٹر قصور وار ہے کہ اسنے لڑکوں پر اپنی ہیبت ناجائز حد تک بٹھا رکھی ہے - یا لڑکا قصوروار ہے کہ وہ ڈرپوک اور دل کا بودا ہے کہ نہیں سمجھتا اور کہتا ہے کہ ہاں سمجھ گیا - لیکن اصل مسئلہ کہ مثلث کے دو ضلعوں کا مجموعہ تیسرے سے بڑا ہوتا ہے ہر حالت میں صحیح ہے - بعینہ یہی حال ہے اسلام کا - کسی نے اسکو طوعاً تسلیم کیا تو اور کرہاً تسلیم کیا تو وہ فی حد ذاتہ مذہب صحیح تھا اور ہے اور رہیگا - ہاں تو میں اس بات کو مانتا ہوں [1] ولا یختلج فی صدری منہ شیٔ کہ اسلام کو متقدمین مسلمانوں نے زبردستی سے ہندوستان میں پھیلایا مسلمان ہرگز ہندوستان میں مہمان نہ تھے - جیسا کہ الطاف حسین حالی نے شکوۂ ہند میں لکھا ہے بلکہ غاصب اور دخیل بیجا سمجھے جاتے تھے - ہندوستان کے باشندوں یعنی ہندؤوں نے ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی سوسائٹی میں ایڈمٹ نہیں کیا اور نہ انہیں اپنا مہمان سمجھا - نہ ان کے ہاتھ کا چھوا کھانا کھایا نہ پانی پیا - شادی بیاہ کا تو کیا مذکور ہے - پس مسلمان اگر مہمان تھے بھی تو مہمان ناخواندہ غرض ہندو مسلمانوں میں جو بگاڑ شروع شروع میں پیدا ہوگیا تھا کسی زمانے میں کم نہوا - اکبر نے ہندو مسلمانوں میں ربط و ضبط پیدا کرنے کی کچھ کوشش کی تھی مگر فریقین کی طرف سے وہ ایک شخصی سی بات تھی بے ثبات - شاید اس کی تدبیر کے مرہم سے زخم اختلاف کچھ بھر چلا ہو

---

[1] میرے سینے میں اسکی طرف سے کچھ بھی نہیں کھٹکتا*

تو اسکے بعد ٹانکے ٹوٹ ٹاٹ کر وہ گھاؤ پہلے سے بھی بدتر ہو گیا۔ اور جب فساد زخم تمام جسد ہندوستان میں پھیل گیا تو پولیٹکل سرجری کے قاعدے سے قطع عضو فاسد لازم آیا یعنی انتزاع سلطنت۔ میں جہانتک خیال کرتا ہوں اصول اسلام ایسے عمدہ اور سلیس و عام فہم اور ہر دلعزیز اصول ہیں کہ ان کے ماننے والے یعنی مسلمان دنیا میں بہت زیادہ ہونے چاہئیں سب سے بڑی خوبی جو اسلام میں ہے یہ ہے کہ اسمیں تکلف نہیں۔ تصنع نہیں۔ ادعا نہیں۔ طلب محال نہیں۔ تکلیف مالایطاق نہیں۔ کسی طرح کا اشکال نہیں

بڑے اصول مذہب کے تین ہیں۔ اول توحید۔ دوم رسالت سوم احکام یعنی اوامر و نواہی۔ جن وجوہ سے ہم سمجھتے ہیں کہ خدا کا ہونا ضروری ہے انہیں وجوہ سے ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ایک ہے۔ قرآن شریف میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا ذکر ہے کہ کس طرح سے انہوں نے توحید کا سراغ لگایا۔ موجودات میں سے ادنٰے قسم جمادات ہیں۔ کہ جو حرکت بالارادہ نہیں کر سکتے۔ اس سے آگے نباتات کا درجہ ہے۔ مثل گھاس و روئیدگی و درخت۔ انہیں نمو ہے۔ مگر حرکت پر قادر نہیں۔ ہوا کا جھکولا آیا تو ہل گئے ورنہ کھڑے ہیں ان میں اور جمادات میں صرف بالیدگی کا فرق ہے۔ بعد حیوانات جو اپنے ارادے سے نقل و حرکت کرتے ہیں جن میں سب سے اعلےٰ درجہ انسان کا ہے انسان میں سب باتیں مثل دوسرے جانوروں کے ہیں مگر اس کو فضیلت ہے بسبب عقل کے۔ جسکی وجہ سے وہ اشرف المخلوقات کہلاتا ہے۔ ہندوؤں کو ہم افسوس کے ساتھ دیکھتے ہیں کہ جانور سے آگے یعنی پیپل

کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔ گویا انسان سب سے بدتر ہے۔ اسلام انسان
کو کیا سکھاتا ہے کہ دنیا میں سب چیزیں مجھ سے کم ہیں۔ اگر خدا دنیا میں
ہوتا تو میں ہی ہوتا۔ انسان اشرف المخلوقات تھا اور اس کی حالت
اس شرافت کی مقتضی تھی لیکن اس شرافت پر انسان کو اسلام نے
جمایا اور اس اعتبار سے تمام بنی نوع انسان کی گردن پر اسلام کا بڑا
حق ہے مگر ہندو دھرم نے انسان کو سب سے بدتر بنایا۔ حضرت ابراہیمؑ
کے زمانے میں علم نجوم کو بڑی ترقی تھی اور تمام تصرفات نجوم کی طرف منسوب
کئے جاتے تھے۔ ایسے گھر میں پیدا ہوئے جہاں بت بنائے جاتے۔ اور پوجے
جاتے تھے۔ مگر چونکہ فطرۃً وحدانیت کی طرف پوری پوری توجہ تھی انہوں
نے خیال کیا کہ وہ خدا کیسا کہ جس میں ہم خود تصرف کر سکتے ہیں۔ یعنی بت
کہ ان کا بنانا بگاڑنا ہمارے اختیار میں ہے اس زمانے کے تقاضائے
وقت سے آپ نے اجرام فلکی کی طرف خیال کیا۔ جنگل میں کھڑے ہو کر کہا
کہ خدا کہاں ہے اتنے میں ایک چمکتا ہوا ستارہ عرصۂ فلک پر نمایاں ہوا
آپ نے خیال کیا شاید یہی خدا ہوگا۔ کواکب کی تاثیرات کو سب لوگ
مانتے ہیں۔ مگر دیکھا کہ ستارہ طلوع ہوا پھر ترقی ہوئی بعدہ تنزل۔
معلوم ہوا کہ یہ خود مجبور ہے خدا کیونکر مجبور ہو سکتا ہے[1] اذا رای
کوکبا قال ھذا ربی فلما افل قال لا احب الافلین تھوڑی
دیر کے بعد چاند کو دیکھا۔ اس کا بھی انجام ویسا ہی ہوا پھر ناامید

[1] یہاں تک جب دیکھا ستارے کو کہا یہ ہے رب میرا جب وہ غروب ہو گیا کہا
میں غروب ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

ہو کر فرمایا کہ میری کوشش یہی ہے کہ میں تلاش کروں ۔ آفتاب نکلا ۔ کہا کہ اسکے سامنے سب ماند پڑ گئے یہ خدا ہے ۔ مگر وہ بھی آخر کو غروب ہوا تو بے اختیار بول اُٹھے افسوس میری غلطی ہے خدا وہ ہے جسکو میں نہیں دیکھ سکتا جسکے دیکھنے کے واسطے چشم بصارت اور بصیرت دونوں کافی نہیں ۔ ابراہیمؑ کا یہ واقعہ ہندؤں کی بڑی غلطی ظاہر کرتا ہے اب عیسائیوں کو لو یہ لوگ بھی گمراہ ہو گئے ۔ ان کے یہاں دس احکام ہیں ۔ ایک حکم یہ ہے کل کے واسطے بالکل ذخیرہ مت کرو ۔ ایک حکم یہ ہے کہ اپنے دشمن کے واسطے دل سے بہتری چاہو ۔ جیسی اپنے اکلوتے بیٹے کے لئے ۔ ایک حکم یہ ہے کہ اگر کوئی تمہاری دائیں گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا گال بھی پھیر دو ۔ مگر آدمی کے لئے یہ احکام ممکن التعمیل نہیں ہیں ۔ کہ کوئی اسپر ظلم کرکے تھپڑ مارے اور وہ کہے کہ اور مار ۔ یا جانی دشمن کے ساتھ محبت کرے مثل اپنی اولاد کے یا فکر فردا سے فارغ ہو بیٹھے یہ احکام ہیں از قسم محالات ۔ احکام اسلام ایسے ہیں کہ جن پر ہم عمل کر سکتے ہیں ۔ بدی کی جزا اسی طرح کی سزا ۔ اگر کوئی معاف کرے اُسکی مزدوری اللہ پر وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ یہ ہے وہ حکم جو فطرت انسانی سے ملتا اور جس کو دل مان لیتا اور جو مقدور بشر ہے

عیسائی مذہب عیسوی کا ایک مسئلہ کفارہ ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا میں دو صفتیں متناقض کیونکر جمع ہو سکتی ہیں عدل اور رحم ۔ عیسائی کہتے ہیں کہ خدا مجبور ہو گیا ہے اگر کسی کو معاف کرے نہیں کرسکتا مگر فطرت

ٛ دیکھو سورۂ حم

انسانی کیا گواہی دیتی ہے۔ اگر بندے سے کوئی گناہ ہو جاوے تو سوا توبہ
اور استغفار کے کیا کر سکتا ہے۔ عیسائی ذات خدا میں عدالت اور نصفت
کو یوں جمع کرتے ہیں کہ خدا نے حضرت مسیح بن کر ذلتیں اور مصیبتیں
جھیلیں اور یوں گناہ گاروں کی سزا کو خود بھگت کر عدل اور رحم
دونوں کو پورا کیا جیسے ہمارے معزز دوست محمد برکت علی جنٹ صاحب
کسی مجرم پر جرمانہ کریں اور اپنے پاس سے بھر دیں۔ اسکو توبہ سے ملا کر
دیکھو۔ اب میں رسالت کے لحاظ سے دکھانا چاہتا ہوں کہ پیغمبر صاحب
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیونکر عرب کے دلوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔
انسان کے تمام کام معلل بالغرض ہوتے ہیں۔ کوئی سفر کو جاتا ہے کسی سے
ملنے کے واسطے۔ کھیت جوتتا ہے اناج کے واسطے۔ اگر پیغمبر صاحب نے
دعوے رسالت کیا تو کوئی مطلب تو ہوگا۔ آیا وہ غرض یہ تھی کہ میں
بادشاہ ہوں۔ میں بھی احد من الملوک ہو جاؤں۔ یہ احتمال بالکل غلط
ہے اس کے برخلاف آپ نہایت متواضع۔ نہایت منکسر المزاج تھے۔
ایک دفعہ صحابہ جمع ہوئے۔ حضرت کو دیکھا کہ کھرّے بوریئے پر لیٹے
ہوئے ہیں اور تیلیوں کے نشان پسلیوں پر نمایاں ہیں اصحاب نے
عرض کی یا حضرت اگر آپ بوریئے پر کپڑا ڈال لیا کریں تو کیا اس میں کچھ
حرج ہوگا آپ نے فرمایا کہ میں تنعم نہیں چاہتا دعوے رسالت کا
دوسرا باعث شاید یہ ہو کہ مجکو لوگ مقدس سمجھیں۔ جیسے بعض شیوخ
اور ریاکار عالموں کا حال ہوتا ہے لیکن آپ نے فرمایا انا بشر مثلکم
میں بھی تمہیں جیسا آدمی ہوں تم میں اور مجھ میں اگر فرق ہے تو صرف
اسقدر ہے کہ یوحی الی مجھپر خدا کی وحی آتی ہے جو میرے اختیار

کی چیز نہیں۔ پھر فرماتے تھے لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء اگر میں غیب جانتا ہوتا تو میں بہت سی بھلائی سمیٹ لیتا اور مجھے کوئی اتفاقِ بد پیش نہ آتا۔ کوئی شخص پیشوا یان دین میں سے ہے جو اس طرح کہے۔ پھر اس سیدھے سادے منکسر متواضع نبی کے اس کہنے کو دیکھو ما ادری ما یفعل بی ولا بکم مجکو کچھ خبر نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور نہ یہ معلوم کہ تمہارے ساتھ کیا ہوگا کفار کے جواب میں فرماتے۔ نشانیاں اللہ کے اختیار میں ہیں کفار کہتے چشمہ بہاؤ یا کوئی انگور کا باغ لگاؤ۔ جیسے بھان متی لگاتے ہیں اُس میں نہریں بہاؤ۔ ایک سونے چاندی کا محل بناؤ۔ کوئی عجیب بات ہم کو دکھاؤ اور تم تو ہم کو ڈرایا کرتے تھے کہ آسمان پھٹ پڑیگا۔ اب آسمان سے پتھر برساؤ یا اللہ اور اُس کا لشکر ملائکہ دکھاؤ ان سب باتوں کا آپ جواب دیتے کہ میں کسی اختیار اور تصرف کا دعوے ہی نہیں کرتا۔ پھر [illegible] صاحب نے اپنی نسل کے لئے آمدنی کا کوئی ذریعہ قائم نہیں [illegible] یا انھوں نے آمدنی کے تمام ابواب اپنی نسل پر بند کر [illegible] ہم پر صدقہ اور خیرات اور زکوٰۃ کو ابدًا حرام کر دیا آپ [illegible] المال میں بیٹھے ہوئے لوگوں پر مال تقسیم کر رہے تھے [illegible] ن ان دنوں بچے تھے ایک کھجور لے کر منہ میں ڈال لی آنحضرت [illegible] لی سے نکال کر پھینک دی اور فرمایا کہ یہ صدقات لوگوں کے مال [illegible] میل ہے جن کو خدا نے میری اولاد پر حرام کیا ہے۔ غرض سب سے بڑی خوبی اسلام میں یہ ہے کہ اسمیں تکلف نہیں طلب محال نہیں تصنع نہیں اس مطلب کو اگرچہ میں زیادہ نہ بیان کر سکا تاہم مختصرًا

بیان کر دیا۔ اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں کہ اسلام آہن دل انسانی کے لئے مقناطیس ہے حقیقت میں سخت حیرت ہوتی ہے کہ تیرہ سو برس ہو چکے دُنیا کے لوگ سارے نہیں تو اکثر مسلماں کیوں نہیں ہو گئے۔ میں نے اپنے ذہن میں اسکا یہی سبب قرار دے رکھا ہے۔ کہ اسلام کو دوستی و خیرخواہی اور ہمدردی کے پیرایہ میں لوگوں پر عرض کئے جانے کا موقعہ نہیں ملا۔ ورنہ جس طرح سے پادری لوگ بہلا کر پھسلا کر لالچ دکھا کر رفق و لینت سے خاطرداری و دلجوئی سے منت و خوشامد سے سمجھا کر پرچا کر سینکڑوں برس سے انجیل کی منادی کر رہے ہیں۔ زیادہ نہیں پچاس برس بھی اس طرح لگ لپٹ کر قرآن مجید کی منادی کیجاتی۔ تو مسلمان دن دونے اور رات چوگنے میرا ذمہ۔

ان پادریوں کی چالیں کیا ہیں انکے ہتھکنڈے تو دیکھو سینکڑوں ہزاروں مدرسے کھول رکھے ہیں دھڑلے سے دنیوی علوم پڑھائے جا رہے ہیں۔ مگر ہومیوپیتھک دوا کے ایک قطرہ کی طرح قلیل المقدار قوی الاثر ایک آدھ سبق مذہب کا بھی ہے اور کیوں نہو وہی تو مشن کی تعلیم کے پرسکرپشن یعنی نسخے کا جزو اعظم ہے۔ رہی دنیوی علوم کی تعلیم بیش ازیں نیست کہ بمنزلہ شربت کے ہے۔ جیسے شربت کی چاٹ سے طبیعت دوا کو گوارا کر لیتی ہے ویسے ہی دنیوی علوم کے لالچ سے لوگ پادریوں کی مذہبی تعلیم کو قبول کرتے چلے جاتے ہیں پھر ہزاروں لاکھوں کتابیں ملکی زبانوں میں مفت بڑی تقسیم ہو رہی ہیں کاغذ عمدہ سے عمدہ۔ چھاپہ عمدہ سے عمدہ جلد عمدہ سے عمدہ۔ کیا پادری نہیں جانتے کہ شب برات میں انکی کتابوں کے پٹاخے بنائے

جاتے اور عطار اِنکو پُڑیوں میں صرف کرتے - لوگ جلدیں اُکھاڑ کر اوراق ردّی کی طرح پھینک دیتے یا پٹھے کے کام میں لاتے ہیں - مگر یُحسن اسکو کہتے ہیں کہ صرف اتنی توقع موہوم پر کہ شاید کوئی کتاب دستبرد سے بچ جائے - تو شاید اسپر کسی کی نظر پڑے - شائد وہ متاثر ہو - یہ بیدریغ خرچ ہیں - اور یہ نئے سنت زحمتیں ہیں - منجملہ تدابیر اشاعت مذہب ایک تدبیر وعظ کی ہے کوئی میلہ - کوئی بازار - لوگوں کا کوئی مجمع نہ ہوگا جہاں ایک پادری کھڑا ہوا مذہب کی منادی نہ کررہا ہو - ع بہر زمین کہ رسیدیم آسمان پیداست لوگ ہیں کہ بیہودہ کٹھ حجتیاں کررہے ہیں سخت و درشت کہتے ہیں تمسخر و استہزا سے بھی پیش آتے ہیں - مگر پریچر ہے کہ نہ ملول ہوتا نہ بُرا مانتا نہ گالی کا جواب گالی دیتا ہے کیا کوئی پادریوں کی ریس کرے گا یہ لوگ جان پر کھیل کر افریقہ اور چین اور تبت اور جزائر دور دست جیسے وحشی و جنگلی اور نامنتظم و خطرناک مقامات میں جانے کی بھی ذرہ پروا نہیں کرتے - گرفتار ہوتے مارے جاتے - ناموافقت آب و ہوا سے ہلاک ہوتے ہیں مگر ہمت نہیں ہارتے - غرض مذہب کے پھیلانے اور رواج دینے میں کسی وضع خاص کے پابند نہیں - جس ڈھب سے سینگ سماتے دیکھے گھس پڑے - جیسے کہ ایک شکاری شکار کو گیا اونٹ بھی تھا - اور راوٹی بھی تھی - ترشح ہونے لگا لوگ راوٹی میں گھس بیٹھے اونٹ نے بھی راوٹی میں سر رکھ لینے کے لئے جگہ مانگی اور آخر کار ساری راوٹی میں وہی وہی تھا - وہ کسی شان میں ہوں دلجوئی - استمالت و تالیف قلوب ہر پیرائے میں ضرور - ڈاکٹر بن کر بیماروں کو دوا دیں - علاج کریں - سوداگروں کے بھیس میں مال تجارت بلکے داموں پر بیچدیں

وحشیوں کو آئینہ اور چھوٹے سوئی اور کھلونے دکھا کر خوش کریں اور
زنان خانوں میں عورتوں کو پڑھنا لکھنا سینا پرونا سکھائیں دائیوں
کی طرح بچے جنوائیں - یہ ہیں چند نمونے ان لوگوں کی کوششوں کے
جنکو اپنی قومی سلطنت کے ہوتے کسی کوشش کی ضرورت نہیں - اب ہمکو
اپنی جگہ آپ ہی سمجھ لینا چاہیئے - کہ اسلام کے لئے بھی کبھی کوئی اس قسم
کی تدبیر کی گئی ہے - ہرگز نہیں یہ سچ ہے کہ ہمارے ہاں وعظ کا دستور
ابتدا سے ہے مگر جس طرح ہمارے اور پادریوں کے وعظ کے طریقے مختلف
ہیں اغراض بھی مختلف ہیں ہمارے ہاں کے عالم اکثر اپنی مسجدوں میں
وعظ کہتے ہیں اور انکی اصلی غرض یہ ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو احکام مذہب
سے آگاہ کیا جائے جبکہ پادری دوسروں کو کنورٹ کرنے کے لئے گلی گلی
کوچہ کوچہ وعظ کہتے پھرتے ہیں - پادریوں کی دیکھا دیکھی چند روز سے
مسلمانوں نے بھی کہیں کہیں سر بازار کھڑے ہوکر وعظ کہنے کا طریقہ
اختیار کیا ہے - مگر نام و نمود کے مولوی اس طرز کو موجب کسر شان سمجھتے
ہیں - حیلے تو بہت سے بنائینگے کہ ہم کو اپنے ہی گھر درس و ہدایت سے
فرصت نہیں کیا کریں پڑھنے والے آ گھیرتے ہیں مستفتی دم نہیں لینے دیتے
لیکن شاید اصلی سبب ہے کبر نفس - پھر ایک بہت بڑا نقص ہمارے ہاں یہ
ہے کہ مولوی احکام ظاہر کا بہت بڑا اہتمام رکھتے ہیں - جہانتک میں
خیال کرسکتا ہوں ہمارے مولویوں کی تعلیم کا خلاصہ ہے زہد اور احکام
ظاہر کی پابندی شریعت طب روحانی ہے - جس طرح طب ابدان میں
ہر طرح کے علاج ہر قسم کی دوائیں دیکھتے ہو کہیں فصد اور حجامت
اور تنقیہ اور پرہیز اور فاقہ ہے کہ یہ سب تدبیریں ضعیف کرنے کی ہیں

کہیں اور یہ صحیح اور مفید بھی ہیں۔ کیونکہ لوگوں کی حالتیں مختلف ہیں
کوئی درجۂ اعتدال سے بڑھ گیا ہے اسکو گھٹانے اور نیچے اتارنے کی
ضرورت ہے کوئی گر گیا ہے اسکو اُچکانا اور اُبھارنا ہے۔ بعینہ اسی
طرح مذہب میں زہد بھی ہے کہ یہ بمنزلۂ تنقیہ ہے مگر وہ کس حالت کے
مناسب تھا کہ مسلمانوں میں اس طرح کی دولت پھٹ پڑی تھی کہ مدینۂ
منورہ میں لوگ زکوٰۃ کا روپیہ جھولی میں بھرے ہوئے لئے لئے پھرتے تھے
اور کوئی زکوٰۃ کے لینے کی ہامی نہیں بھرتا تھا کیونکہ ہر شخص خدا کے فضل
سے بجائے خود صاحب نصاب تھا۔ اور اب بھی خدا مسلمانوں کے
ویسے ہی دن پھیرے تو سب سے پہلا شخص جو تعلیم زہد کی رائے دے
میں ہوں مگر مسلمانوں کی حالت موجودہ تعلیم زہد سے ویسا ہی اِبا
رکھتی ہے جیسا کہ ایک بیمار ناتواں کی تنقیہ سے۔ تمول کے لئے ایک درجہ
معتدل اپنے ذہن میں قرار دو پھر مسلمانوں کے تمول کا اوسط نکالو تو پاؤ گے
وہ نسبت جو عدد صحیح اور کسور اعشاریہ میں ہوتی ہے۔ بھلا یہ بات
سمجھنے میں آنے کی ہے کہ احکام زہد کے مخاطب صحیح وہ لوگ ہوں جنکے
پیٹ کو روٹی اور تن کو کپڑا نہیں۔ کیا پیغمبر صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے اپنے زمانے میں سبکو اصحاب صفہ کی طرح مفلس محتاج دوسروں
کا دست نگر بنانا چاہا۔ سبحانک ھذا بھتان عظیم۔ نہیں نہیں
بلکہ مفلسوں کو غنی۔ محکوموں کو حاکم۔ رعایا کو بادشاہ۔ وحشیوں کو شائستہ
بننے کی ترغیب دی اور نہ صرف ترغیب دی بلکہ کر دیا اور کر دکھایا۔ میں
اسکو مانتا ہوں کہ ہمارے زمانے کے مولوی جن کو طبیب روحانی ہونے
کا دعوےٰ ہے امت محمدیہ کا علاج کر رہے ہیں مگر بالکل الٹا علاج

امت کے لوگ حد سے زیادہ ضعیف ہو رہے ہیں اور ان کو زہد کا جلاب دیا جاتا ہے کہ برسوں کے مرتے کل مریں اور کل کے مرتے آج۔ اصلی بات یہ ہے کہ اسلام کے لئے تکثیر جماعت کے خیالات کو سر سے نکال ڈالو ہمارے یہاں اسلام کی ایسی حالت نہیں کہ وہ اپنے گروہ کو بڑھا سکے اب ہماری ہمت اس میں مقصور و محصور ہونی چاہیئے کہ جماعت اسلام کو گھٹنے نہ دیا جائے یعنی مسلمان ترک اسلام کر کے دوسرا مذہب (اور چھپانے کی کیا ضرورت ہے صاف کیوں نہ کہا جائے عیسائیت) اختیار نہ کرنے پائیں۔ میرا ایسا خیال ہے کہ مذہب بھی عَلَی الْاَکْثَر[1] اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ ایک متوارث چیز ہے۔ ایک مسلمان کا بچہ یقیناً بڑا ہو کر مسلمان ہوگا اسی طرح ہندو کا ہندو۔ عیسائی کا عیسائی۔ کیونکہ ہر شخص جس سوسائٹی میں پیدا ہوا اور جس سوسائٹی میں اس نے پرورش پائی طفولیت سے اس سوسائٹی کے مذہبی خیالات اس کے ذہن نشین ہو جاتے ہیں ایک مسلمان عورت اپنے بچے کو اللہ اللہ کہہ کر سُلاتی اور اللہ کی مہربانی اور اُسی کے غضب سے دعا دیتی یا کوستی ہے پس وہ بچہ مسلمان تھا ماں کے پیٹ میں فطرۃً اور مسلمان ہے ماں کی گود میں تلقیناً اور ساری عمر مسلمان ہیگا تقلیداً۔ یہ ہیں معنے کل مولود یولد علیٰ فطرۃ الاسلام ثم ابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ[2] کے ایسی مثالیں موجود ہیں کہ ایک ہندو کسی وجہ سے مسلمان ہوا اور اس کی تمام عمر گوشت نہ پچا کیونکہ بچپن سے اس کو گوشت سے نفرت دلائی گئی تھی

---

[1] اکثر مگر جس کو اللہ چاہے۔ [2] ہر بچہ اسلام کی فطرت ( ) پر پیدا کیا جاتا ہے پھر ماں باپ اس کے یہودی کریں اسکو نصرانی کریں اسکو یا مجوسی کریں اسکو +

آن حضرت صلعم کے عہد میں بھی ایسا ہوا تھا کہ جو یہود اسلام لاتے وہ اونٹ کے گوشت سے پرہیز کرتے اس وجہ سے کہ یہود کے یہاں اونٹ کا گوشت حرام ہے چنانچہ اسپر یہ آیت نازل ہوئی یا ایّھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافّۃ ولا تتّبعوا خطوات الشیطان انّہ لکم عدوٌ مبین[1] میرے ایک دوست شیعہ سے سُنّی ہوگئے اور انھوں نے اپنے خاندان کے لوگوں کو مباحثہ و مناظرہ سے سنی ہونے کی ترغیب دی ایک بی بی کو سب طرف سے بند کیا تو انھوں نے کہا تو کیا کہا کہ بیٹا میں سنی ہو تو جاؤں مگر مجکو ان موؤں کے یعنی اصحاب ثلثہ کے نام ہی بُرے لگتے ہیں۔ ہاں تو غرض یہ ہے کہ میں مذہب کو متوارث سمجھتا ہوں پھر انسان کے معاملات میں سب سے زیادہ عجیب مذہب ہے اس سے بڑھ کر عجیب بات اور کیا ہوگی کہ منزل مقصود سب کی ایک اور رستے دیکھو تو پورب پچھم کا اختلاف۔ اس پر طرہ یہ کہ سرگرمی اور اس بات کا اذعان کہ جس رستے پر میں چل رہا ہوں بس وہی ٹھیک ہے اور دل کی تسلی تمام اہل مذاہب میں یکساں۔ کل حزب بما لدیہم فرحون[2]۔

بگوش گل چہ ندا کردۂ کہ خندان است۔ بعندلیب چہ فرمودۂ کہ نالان است

دُنیا کے اعتبار سے دیکھو تو کسی فرقے کو فی شیٔ من الاشیاء[3]

---

[1] اے ایمان والو اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے +

[2] ہر ایک گروہ اپنے حال میں خوش ہے +

[3] تمام چیزوں سے کسی چیز میں +

نہ مزیت ہے نہ فوقیت نہ فضیلت نہ خصوصیت۔ توالد تناسل صحت و
مرض تونگری و افلاس رنج اور خوشی نیکی اور بدی موت وحیات
کیا چیز ہے جو ایک مذہب والوں میں ہے اور دوسروں میں نہیں۔
اور واقع میں یہی بے خصوصیتی اختلاف مذاہب کو رفع نہیں ہونے دیتی
جیساکہ اللہ تعالےٰ جل شانہ خود فرماتا ہے ولولا ان یکون النّاس
امّۃ واحدۃ لجعلنا لمن یکفر بالرّحمن لبیوتہم سقفًا من
فضّۃ ومعارج علیہا یظہرون ولبیوتہم ابوابًا
وسررًا علیہا یتّکئون وزخرفًا وان کل ذٰلک لمّا
متاع الحیوۃ الدّنیا والاخرۃ عند ربّک للمتّقین
ہر مذہب میں لوگوں کا ایک ہی طرح کا حال ہے اکثر تو دنیا میں ایسے
منہمک ہوتے ہیں کہ دین ومذہب کی طرف مطلقاً ملتفت ہی نہیں ہوتے
قدرے قلیل پابند مذہب ہوتے ہیں ان میں اکثر اور اکثر بھی قریب
کل اس خیال کے ہوتے ہیں انّا وجدنا آباءنا کذٰلک یفعلون
انّا وجدنا آباءنا علیٰ امّۃ وانّا علیٰ اٰثارھم مقتدون

۱؎ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سارے آدمی ایک امت ہو جائینگے تو ہم رحمان کے ساتھ کفر کرنے والے کی گھر کی چھتیں چاندی کی بنادیتے اور سیڑھیاں چاندی کی کہ آسمان پر چڑھیں اور انکے گھروں کے واسطے دروازے اور تخت کہ انپر تکیہ لگاکر بیٹھیں اور سونا اور نہیں یہ سب کچھ مگر دنیا کی زندگی کا سامان اور آخرت تیرے رب کے پاس ڈرنے والوں کے واسطے ہے ٭

۲؎ ہم نے پایا اپنے باپوں کو اسی طرح کرتے ہیں۔ ہمنے پایا اپنے باپوں کو ایک راہ پر اور ہم ان کی پیروی کرتے ہیں ٭

...ماذہیں وہ لوگ جو تحقیق کے ساتھ کسی خاص مذہب کو اختیار کرتے
ہیں مگر تحقیقات کا نتیجہ ہم نے تو اکثر یہی دیکھا ہے کہ آدمی جس مذہ
میں پیدا ہوا اور جس کی خوبی بچپن سے اس کے ذہن مـ...
تحقیقات کے بعد بھی اسی پر قائم رہتا ہے وہ اگر ا... ...ے
معتقدات میں کہیں پانی مرتا ہوا دیکھتا ہے ... ...یں تاویلات
گھڑ گھڑا کر من سمجھوتی کر لیا کرتا ہے ی... ...یت فی دین اللہ
افواجا کے دن گئے اب کوئی اکا دکا ... ...دہ
اس کی شال ایسی ہے کہ مثلاً دو بڑے ...
میں سے لے کر دوسرے میں ڈال ...
جس میں سے دو بوندیں ...
دو بوندیں اور آ...
فکر سے فا...
وعـ...

...اصل صحت و
...و حیات
...یں نہیں۔
...نے دیتی
...الناس
...فامن
...بوا آبا
...لما
...تقلین
...میں ایسے
...ین ہوتے
...قریب
...یفعلون
...ھتدون

...کفر کرنے والے
...اور انکے
...دنہیں یہ
...والوں
...یک راہ پر

اور انہیں باتوں کی طرف میں عام مسلمانوں کو اور خاص کر ممبران انجمن حمایت اسلام
کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے مذہبی احکام جن کو میں نے مال تجارت سے
تشبیہ دی فی حد ذاتہ نہایت عمدہ ہیں مگر ہم مسلمان ان کو ایسے طور پر عمل میں
نہیں لاتے کہ ان کی عمدگی ظاہر ہو۔ اور لوگ اسلام کو نظر استحسان سے دیکھیں
آپ صاحب مجکو اس بات کے کہنے سے معاف رکھیں گے کہ انجمن حمایت اسلام
اپنے پندار میں ایسا خیال کرتی ہے کہ اسلام پر خارج کی طرف سے خطرہ ہے
[illegible] رہی ہے کہ ایسا نہ ہو جس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کی سلطنت
[illegible] ر بھی دست درازی نہ کریں۔ اور [illegible] ل ہے کہ
[illegible] مطمئن ہوں۔ اس [illegible] ں نے دوچار
[illegible] کا [illegible] بھی بیکا نہیں [illegible]
[illegible] طرہ ہے ہم ہی مسلمان
[illegible] ا۔ کہ باعث ہو
[illegible] بلکہ

استمالت قلوب کی پروا نہیں کی جب تک گھر کی حکومت رہی اس غلطی کا کوئی گزند مترتب نہ ہوا زوال سلطنت کے بعد سے مسلمانوں کا قریب قریب ایسا ہی حال ہے جیسے دانتوں میں زبان روے زمین پر سوائے خدا کے کوئی ان کا دوست نہیں اور نہ صرف یہ کہ دوست نہیں بلکہ لوگ پچھلی کہانیاں یاد کر کے درپے انتقام رہتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں اگر خدانخواستہ ہندوستان پر انگریز مسلط نہ ہوتے یا ہوتے اور خدانخواستہ ان کی طبیعت دوسروں کی طرح کینہ کش واقع ہوئی ہوتی تو آج ہم مسلمانوں کی کیسی گت ہوئی ہوتی ۔ ہرچند واقعات جو صفحات تاریخ میں ثبت ہو چکے کسی کے میٹے نہیں مٹ سکتے لیکن اگر ہم تلافی مافات کرنی چاہیں تو گو دوسری قوموں کو دوست نہ بنا سکیں مگر ان کی شورش عداوت کو تو ضرور فرو کر سکیں گے کیا اسلام کے لئے سلطنت کا ہونا شرط ہے پیغمبر صاحب صلعم نے پیغمبری کے پہلے گیارہ برس کس طرح کفار مکہ میں گزارے تھے ۔ یاد و شکر کرو کہ ہم کو ہندوستان میں ویسا ابتلاء نہیں بلکہ سچ پوچھو تو مطلق ابتلاء نہیں ہم ہی دوسروں کو نہ دیکھ سکیں تو اور بات ہے ورنہ کوئی ہمارے مذہب سے مزاحم نہیں متعرض نہیں پھر یہ تمام واویلا کیوں اور فریاد کس لئے ۔ بات صاف صاف یہ ہے کہ ہم لوگ اس ملک میں محکوم ہیں مغلوب ہیں ۔ ضعیف ہیں اور اپنی حالت پیش نظر رکھ کر مذہب کو نباہنا ہے خدا نے ایسا کوئی وعدہ نہیں کیا کہ ہمیشہ ہمیشہ کو مسلمان تمام روئے زمین سلطنت کریں گے بلکہ پیغمبر صاحب نے تو اسلام کے بارے میں پیش گوئی کی کہ تو یہ کی بدا غریبا وسیعود غریبا بے شک سلطنت ایک رحمت الٰہی ہے اور وہ ان کو ملتی ہے جو اس کی صلاحیت

ہوں[1] ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون ـ ہم میں جب تک صلاحیت رہی سلطنت رہی اب جو لوگ عند اللہ صلاحیت والے ہیں سلطنت پر مسلط ہیں کسی کے دل میں یہ وسوسہ نہ گزرے کہ سلطنت دنیا مذہب کے مقبول و نامقبول ہونے کی کسوٹی ہے یہ انتظام الہی ہیں دوسرے مصالح پر مبنی تلک[2] الایام نداولھا بین الناس ـ یہ میرا خیال ہے کہ پیغمبر صاحب پر جو دو متناقض حالتیں مغلوبیت و غلبہ اور عسر و یسر کی گزریں ہو نہ ہو اس میں یہ حکمت مضمر رہی ہوگی کہ مسلمانوں کو ملائم و ناملائم ہر طرح کی صورت میں زندگی بسر کرنے کا طریقہ دکھادیا جائے مسلمانوں کو دوسری قوموں پر کسی طرح کی تعدی کرنے کی قدرت تو باقی نہیں ـ لیکن ان کے برتاؤ میں جتنی اور جیسی چاہئے سازگاری بھی نہیں جو لوگ ہم میں کے عوام ہیں انکو ہندوؤں سے لڑ بیٹھنے کے لئے ایک ادنے سا بہانہ بس کرتا ہے رہے عیسائی معلوم ہے کہ وقت کے حاکم دولت اور عزت کے منبع ہیں اور کچھ نہیں تو اُن کے ساتھ مذہبی مباحثات میں وہ احتیاط جس کا پاس ایک قوم مغلوب کو ہمہ وقت ہونا چاہئے ضرور فوت ہوجاتی ہے اور اس کے ساتھ وہ دنیاوی منفعتیں بھی ضرور فوت ہوتی ہیں یا ان کے فوت ہونے کا ضرور خطرہ ہے جن کے لئے ہم کو خدا نے عیسائیوں کا دست نگر بنادیا ہے ـ کوئی ہے ایسا ضابطہ کہ مذہبی مخالفت کو پرخاش اور ضد اور بے اعتمادی کی حد تک منجر نہ ہونے دے ـ ذرا اپنے نفوس کا احتساب کرو اور خدا کے لئے دا

[1] ہمنے لکھدیا ہے زبور میں نصیحت کے بعد کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے +
[2] ان دنوں کو ہم لوگوں میں پھراتے ہیں +

رہ کر نگر مجھ کو مت دشمن بناؤ- چمن دنیا میں بہت دن خار بن کر رہ چکے- اب
گُل ہو کر رہو تم کو یقین آئے یا نہ آئے اگر یقین کروگے تو مجھے کیا بخش دوگے
فما آتانی اللہ خیر مما آتاکم[1] اور اگر یقین نہ کروگے تو مجھ سے کیا
چھین لوگے میں سچے دل سے تم سب کے روبرو کہتا ہوں کہ میں خدا کے
فضل سے مسلمان ہوں بلکہ کسی قدر متعصب مسلمان یہاں تک کہ میں خود انگریزی
بوٹ کا پہننا بھی پسند نہیں کرتا ہر چند جانتا ہوں کہ لباس کو مذہب میں
کچھ دخل نہیں مگر میں نے کہا نہ کہ مجھ میں تھوڑا سا تعصب ہے میرا مزاج
خلقت کا تندرو تو واقع ہوا ہے باایں ہمہ میں مسلمانوں کے فائدے کی نظر سے
باصرار کہتا ہوں کہ مسلمانوں کو جتنی اجنبیت اور وحشت اور نفرت نصاریٰ
سے ہے مصلحتِ وقت کے خلاف ہے اس زمانے کے نصاریٰ وہی
نصاریٰ ہیں جو پیغمبر صاحب کے زمانے میں تھے وہی عقائد ہیں وہی مسئلے ہیں
اور انہیں کی نسبت خدا فرماتا ہے لتجدن[2] اشد الناس عداوۃ
للذین امنوا الیھود والذین اشرکوا ولتجدن اقربھم مودۃ
للذین امنوا الذین قالوا انا نصاریٰ یہ تو خدا کا فرمودہ ہے
اُن وقتوں کا کہ اسلام برسرِ عروج تھا اور دوسری قوموں کی دوستی
اور دشمنی دونوں سے مستغنی اب ہمارے برتاؤ کو دیکھو تو ہم نے اباعد
کو اقارب بنا رکھا ہے اور اقارب کو اباعد اور کس حال میں کہ ہم محتاج ہیں
اور نصاریٰ محتاج الیہ ہم محکوم ہیں اور نصاریٰ حاکم- عقل رکھتے ہو شعور

[1] جو کچھ مجھکو اللہ نے دیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تمکو دیا ہے +

[2] تو سخت دشمن مومنوں کا یہودیوں اور مشرکوں کو پائے گا دوستی میں بہت قریب
ایمان والوں کا ان کو پائے گا جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں +

رکھتے ہو سود و زیاں میں تمیز کرنے کی سمجھ رکھتے ہو من نگویم کہ این مکن آں کن
مصلحت بین و کار آساں کن - اگر ہم کو سوسائٹی کی ضرورت ہے تو اس کی
بھی ضرورت ہے کہ ہم اُس سوسائٹی سے جہاں تک ممکن ہو پورا پورا فائدہ
حاصل کریں - لیکن جب سوسائٹی کے خیالات ہماری نسبت یہ ہوں کہ ہم کو
ڈینگئے مغرور بر خود غلط سرکش ٹرّے ہیکڑی بازلڑنے کو موجود جھگڑنے کو
طیار خیال کرتے ہوں تو بس معلوم ہوا کہ ہم کو سوسائٹی کی منفعتیں بتما مہا
حاصل نہیں - میرے خاندان میں دکانیں اور مکانات کی قسم سے کچھ جایداد
ہے - ہم لوگ ہمیشہ ہندو کرایہ دار کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ اُس سے کرایہ
باآسانی اور پورا اور فی الوقت وصول ہو جاتا ہے - مجھے ایک بندوبست کے
مسلمان ڈپٹی کلکٹر کا حال معلوم ہے کہ ان کی کچہری میں ادنےٰ درجے کی محرری
خالی ہوتی تو اونہا کر ہندو کو رکھتے اس خیال سے کہ ہندو ڈر کر کام کرتا ہے
محنت سے جان نہیں چراتا میں نے بجاے خود آزمایا تو اُن کا خیال صحیح تھا -
مہاجن لوگ تقاضے کے لئے اکثر مسلمان پیادوں کو رکھتے ہیں کیونکہ جانتے ہیں کہ
مسلمان سخت گیر ہوتے ہیں - حد خودداری تک تو ان باتوں کا مضائقہ نہیں
اس سے زیادہ میرے نزدیک داخل عیب ہے اور من حیث المعاشرہ تو
خود مسلمانوں کے حق میں مضر سخت مضر - غرض جہاں تک مسلمان دوسری
قوموں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اگرچہ وہ حقارت مذہبی ہے اعتبار سے
کیوں نہ ہو مسلمانوں کے اس طرز مزاج سے میں ہرگز راضی نہیں دوسروں
کو سر بسر غلط سمجھو اور بے شک وہ سر بسر غلط ہیں لیکن غلطی کی وجہ سے
لوگ قابل رحم ہیں نہ لایق نفرت میں جانتا ہوں کہ انجمن حمایت اسلام کا
مقصد [illegible] مذہبی رد و کد میں خواہی نخواہی دوسرے کے عیوب

نظر پڑنے لگتی ہے۔ اس سے کہ ہم دوسروں کے عیب نکالیں بہت زیادہ مفید ہوگا کہ ہم اپنے ہی عیوب کی تفتیش میں مصروف ہوں۔ میرا منصب واعظ کا نہیں لیکن اگر میں اپنے نفس پر دوسرے مسلمانوں کو قیاس کروں تو ہمارا حال سخت افسوس کے قابل ہے۔ گر مسلمانی ہمین است کہ حافظ داریم وائے ار درپس امروز بود فردائے۔ زیادہ کہنے کی فرصت نہیں اور شاید موقع و محل بھی نہیں مگر آؤ ذرا اپنے ایمان کو تو جانچیں کہ یہ بھی ٹھیک ہے یا نہیں اسلام کا لب لباب یا اس کی غرض و غایت جو کچھ کہو خدا کی توحید ہے۔ یہی چیز اصل دین تھی اور اسی کو ساری دنیا نے یہاں تک کہ اہل کتاب نے مشتبہ اور متزلزل کر رکھا تھا اور اسی کو صرف اور خالص اور پاک اور متیقن اور مضبوط اور مستحکم اور مشید کرنے کو ہمارے پیغمبر صاحب مبعوث ہوئے سارا قرآن من اولہ الی آخرہ توحید میں سرشار ہے جملے جملے سے توحید پڑی ٹپک رہی ہے۔ پیغمبر صاحب کے مزاج میں چشم پوشی اور درگزر اور تالیف قلوب اور آسانی کی کچھ انتہا نہ تھی صرف دنیاوی امور میں نہیں بلکہ مذہبی امور میں بھی حجۃ الوداع میں کوئی کہتا مجھ سے فلاں رکن فوت ہوگیا آپ فرماتے لا باس۔ کوئی عرض کرتا یا حضرت ارکان میں بے ترتیبی ہوئی ارشاد ہوتا لا باس۔ مسجد نبوی میں ایک بے تمیز بول کرنے لگا لوگ مارنے دوڑے فرمایا اسکو اطمینان سے فارغ ہو لینے دو پھر نرمی سے سمجھا دیا مسجد عبادت کے لئے ہے۔ اسارائے بدر کے بارے میں باوجودیکہ اصحاب نے قتل کی رائے دی حضرت نے فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ ایک منافق مرا اس کے بیٹے نے التماس کیا کہ حضرت اس کے جنازے کی نماز پڑھائیں آپ نے منع کرتے کرتے

راضی ہو گئے - جب کبھی حضرت کو دو باتوں میں اختیار دیا جاتا آپ ہمیشہ
سہولت کا پہلو اختیار کرتے - حضرت انس کہتے ہیں میں نے دس برس
خدمت کی کبھی کسی بات پر مجھکو ملامت کی ہی نہیں - گھر میں جو کچھ پکتا
خوشی سے کھا لیتے اور نہ بھاتا تو منھ سے کھانے کو برا نہ کہتے حطیم کعبہ
کو صرف اس وجہ سے داخل کعبہ نہ کیا کہ ایسا نہ ہو لوگ نئی بات سمجھ کر
تکرار کریں غرض سب باتوں میں نرمی تھی اور نہیں تھی تو توحید کے
بارے میں - فتح بدر کے بعد لڑکیاں شادیانے گانے لگیں آپ خاموش
بیٹھے ہوئے سنا کئے جب انھوں نے کہا ہم میں پیغمبر غیب دان ہے
جھٹ آپ نے روکا - صحابہ نے چاہا کہ فارس کے قاعدے کے مطابق
تعظیماً سجدہ کریں منع فرمایا بلکہ لوگوں کے کھڑے ہونے سے بھی ناخوش
ہوتے تھے - اس خیال سے کہ مبادا میرے پیچھے لوگ پرستش کرنے لگیں -
وصیت کی کہ میری قبر زمین دوز بنانا - خلاصہ یہ ہے کہ جب تک زندہ
رہے توحید کی رخنہ بندیوں میں لگے رہے اب اسی خدا پرست پیغمبر
کی امت کو دیکھتے ہیں قبر پرست پیر پرست تعزیہ پرست رسم پرست
اوہام پرست تدبیر پرست خواہش پرست یعنی روزمرہ کی حاجتوں
میں تو ہم کو اس کی ضرورت پڑتی نہیں کہ بیٹھے بٹھائے خدا کو تکلیف
دیں اولاد نوکری تندرستی دوستی دشمنی ہر حیثیت میں کس سمجھتا
کون سا مطلب ہے جو بزرگ کے بدون انکار ہے اور اس کو کو
زندہ یا مردہ سہارا کر ... یا مجذوب فقیر پورا نہ کر سکے - یوں ا
کو اپنے منھ سے کوئی کیوں کھڑا کہنے لگا لیکن غیر ملک سے
منصف شخص آ جائے وہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں اگر فرق پائے

تو اسی قدر کہ ہندو اپنے بزرگوں کی پرستش کرتے ہیں اور مسلمان اپنے بزرگوں کی۔ مسلمانوں کو توحید کے بارے میں متزلزل دیکھ کر میں ذرا بھی تعجب نہیں کرتا یہ مرحلہ ہی ہے مزلۃ الاقدام[1] وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون لیکن البتہ تعجب کی بات یہ ہے کہ وہی یا اسی قسم کے افعال دوسری قوموں کا آدمی کرے تو مشرک اور مسلمان اس سے بدتر سے بدتر بھی کرے پھر موحد کا موحد توحید کیا ہے۔ بی بی تمیز کا وضو ہے کہ وہ کسی طرح ٹوٹتا ہی نہیں تاویلیں جو مسلمانوں کے منہ سے سنی ہیں وہ اسی قسم کی ہیں جو دوسرے لوگ کیا کرتے تھے اور کیا کرتے ہیں۔
[2] ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفٰی یہاں کچھ لڑائی نہیں جھگڑا نہیں مباحثہ نہیں آپس کی ایک بات ہے بحث کرنے پر آؤ تو کوئی بھی مجکو بند کردے گا وکان الانسان[3] اکثر شیٔ جدلا لیکن معاملہ خدا کا ہے یعلم[4] خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور

زورت اربیش مے رود باما۔ با خداوند غیب دان نرود۔ تھوڑی دیر کے لئے تعصب کو دور کرکے نظر انصاف سے دیکھو کہ عموماً مسلمان اس بلا میں مبتلا ہیں یا نہیں۔ تو میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے اپنے ایمان کو تو ٹھیک کرلو تبھی دوسروں کے پیچھے پڑنا۔ رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو تجکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو۔ مسلمان کہلانے بلکہ ہونے سے آدمی مومن نہیں ہوجاتا اور مومن ہوئے بدون نجات نہیں۔ یہ اسی طرح کی بات ہے

[1] قدموں کے پھسلنے کی جگہ۔ اور بہت سے انہیں اللہ کو نہیں مانتے اور وہ شرک کرنے والے ہیں۔

[2] یہ ہیں ہمارے شفیع اللہ کے پاس انکو ہم صرف اسواسطے پوجتے ہیں کہ ہم کو اللہ کا مقرب بنادیں۔

[3] اور انسان اکثر باتوں میں جھگڑالو ہے۔

[4] آنکھوں کے خفیف اشارے اور سینے کی چھپی باتوں کو جانتا ہے۔

نہ بلکہ دشوار ہے ہر چیز کا آساں ہونا۔ آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا
میں قرآن کی ایک آیت پڑھتا ہوں جس سے اسلام و ایمان کا فرق ظاہر ہوگا
[۱] قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل
الایمان فی قلوبکم وان تطیعوا اللہ ورسولہ لا یلتکم من اعمالکم
شیئا ان اللہ غفور رحیم۔ پھر آپ ہی مومن کی شناخت بتاتے ہیں
[۲] انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا
باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون یہ ایمان
اور اس میں شک و شبہ کا خطور نہ کرنا عمل قلب ہے اور اگرچہ اس کے آثار
بھی آدمی کے افعال و اقوال حرکات و سکنات پر مترتب ہوتے ہیں تاہم کوئی
دوسرا شخص کسی کے مافی الضمیر پر مطلع ہو نہیں سکتا مگر یہ کہ وہی شخص بجائے
خود اپنے نفس کا احتساب کر کے دیکھے کہ کہاں تک آمنوا باللہ ورسولہ
ثم لم یرتابوا کا مصداق ہے۔ ہاں جاھدوا باموالھم وانفسھم
فی سبیل اللہ یعنی جان مال سے اللہ کی راہ میں کوشش کرنا ایک ایسا امر
ہے جس کو ہر کوئی دیکھ سکتا ہے سو خدا کی راہ کے جیسے بہت رستے ہیں سب سے
بہتر اور زمانے کی ضرورتوں کے ٹھیک مطابق وہ ہے جو انجمن حمایت اسلام
نے اختیار کر رکھا ہے۔ پس اس انجمن کو معمولی اور سرسری طور کی انجمن نہ
سمجھو۔ یہ انجمن کسوٹی ہے۔ کاہے کی۔ ایمان کی۔ میں تو اس انجمن کے

---

[۱] کہا اعراب نے ایمان لائے ہم کہو نہیں ایمان لائے تم بلکہ کہو کہ اسلام لائے ہم اور ابھی تمہارے دلوں میں
ایمان داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروگے تو تمہارے اعمال
میں سے کچھ کم نہیں کرے گا اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔ [۲] ایمان والے وہی ہیں جو اللہ
اور رسول پر ایمان لائے پھر کسی قسم کا شک نہیں کیا اور اللہ کے رستے میں اپنے مالوں
اور اپنی جانوں سے کوشش کی سچے ایمان دار وہی ہیں ۔

بارے میں دو ٹوک رائے رکھتا ہوں یا تو سب مسلمان مل کر اس کو دبا دو مٹا دو یا
رکھتے ہو تو اس کو اسلام کی شان کے مطابق بنا کر رکھو یہ اونچی دوکان اور
پھیکا پکوان تو بڑی شرم کی بات ہے - انجمن حمایت اسلام اور گھر گھر چٹکی
چٹکی آٹا مانگے چار چار آنے کے پیسوں پر وہ بھی ماہواری یا سیدھی
طرح کیوں نہیں کہتے دھیلے روز کی کوڑیوں پر اسکی ممبری مارے مارے
پھرے جن کو مقدور نہیں الذین لا یجدون الا جهدهم[1] اُن کی تو آٹے
کی چٹکی بھی اکسیر کی چٹکی ہے مگر مال و دولت والے عزت و حکومت والے
نام و نمود والے شان و شوکت والے ساز و سامان والے کس خواب
غفلت میں ہیں ان پر حجت الہی تمام ہو چکی اگر اسلام سچا ہے تو ضرور
باز خواست ہونی ہے - مانا کہ مسلمانوں میں اگلی سی فراغت نہیں رہی مگر
کرنے پر آؤ تو سب کچھ کر سکتے ہو قطرہ قطرہ جمع ہو کر دریا بن جاتا ہے - کون
کہتا ہے کہ پیٹ کاٹ کر دو - اپنی اپنی جگہ سوچو - ایک شخص ایسا نہیں جسکی
آمدنی کا بڑا حصہ لغو اور فضول اور نامشروع طور پر ضائع نہ جاتا ہو -
بندگان خدا حامیان اسلام کی فہرست میں اپنا نام تو لکھوا رکھو داشتہ آید بکار
اب یہ وقت ہے کہ مانگا جاتا ہے اور تمہارے دل سے نہیں نکلتا - والذی
نفسی بیدہ کہ ایک دن ہوگا کہ زبردستی سر پڑ کر - ہاتھ سے لے کر دینا چاہو گے
اور نہیں لیا جائیگا يود المجرم[2] لو يفتدى من عذاب يومئذ ببنيه
وصاحبته واخيه وفصيلته التي تؤويه ومن في الارض جميعا ثم ينجيه كلا

---

[1] جنکو اپنی مشقت کی مزدوری کے سوا کچھ نہیں ملتا

[2] پسند کریگا مجرم کہ کاش آج کے عذاب کے بدلے اپنے بیٹے - بیوی - بھائی - اپنے کنبے (جنکو وہ پناہ دیتا تھا) اور جو کچھ زمین میں ہیں سب کو فدیے میں دیدے اور چھوٹ جائے - ہرگز نہ ہوگا -

مگر یوں کہو کہ عاقبت اور عاقبت کی باتیں ہم کو افسانہ معلوم ہوتی ہیں اور ہم
اگر مسلمان ہیں تو ویسے ہی مسلمان ہیں جیسے پیغمبر صاحب کے زمانے کے اعراب
کہ وہ کہتے تھے آمنا اور خدا فرماتا تھا لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا
ولما یدخل الایمان فی قلوبکم ~~ خیر عاقبت سے قطع نظر کرو تو دنیا ہی میں
ہم کو کونسی بہتری ہو رہی ہے ۔ زوال سلطنت کا تو مجھے کبھی خیال بھی نہیں
آتا اُس بیہودہ بے تمیز نامنتظم سلطنت سے تو ہم انگریزی عملداری میں بڑے
ہی امن چین سے ہیں مجکو جس بات کا قلق ہے وہ یہ ہے کہ ہم دوسری رعایا
سے لیاقت میں خوش حالی میں عزت میں قرب حکام میں بہتر نہ ہوں تو پھسڈی
اور پس ماندہ اور بدتر بھی نہ ہوں ۔ وہ بھی تو مسلمان ہی تھے جنھوں نے
اسلام کے بل بوتے پر ایک سلطنت بنا کھڑی کی اور ایک مسلمان ہم ہیں کہ
سب کچھ کھو کھوا کر اب روٹیوں کے لالے پڑے ہیں سوچنے کی بات ہے کہ
آخر وہ کیا چیز تھی جو اُن وقتوں کے مسلمانوں میں تھی اور ہم آج کل مسلمانوں
میں نہیں ۔ میں بتاؤں ۔ وہ ہمدردی اور اخوت اسلامی تھی ۔ ان لوگوں
کا حال یہ تھا کہ کفار کے ہاتھوں سے تنگ آکر جو مسلمان پیغمبر صاحب کے ساتھ
مکے سے ہجرت کر کے مدینے میں آ بسے مہاجرین کہلاتے تھے یہ لوگ نہایت بے
سر و سامان تھے کیونکہ بھاگ کر اور چھپ کر آئے تھے یہاں تک کہ بعض کے
تو رہنے اور کھانے تک کا ٹھکانا نہ تھا اگر مدینے کے لوگ جو انصار کہلاتے
ہیں اس وجہ سے کہ انھوں نے مصیبت کے وقت پیغمبر صاحب اور دوسرے
مہاجرین کی ہر طرح کی مدد کی تھی خدانخواستہ ہم جیسے تنہا خور تنگ چشم خود غرض
مسلمان رہے ہوتے تو بیچارے مہاجرین پردیس میں فقر و فاقہ سے ہلاک

ؔ نہیں ایمان لائے تم بلکہ کہو تم اسلام لائے ہم اور ابھی تمہارے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا ۱۲

ہو گئے ہوتے لیکن انصار نے انھیں رہنے کو مکان دئے اپنے یہاں مہمان رکھا
مہمان نوازی کے قاعدے سے خاطر و مدارات کی یہاں تک کہ انصار میں سے ایک شخص
کے پاس جاہلیت کے دستور کے مطابق متعدد بیبیاں تھیں انھوں نے
ایک بی بی کو طلاق دے کر اپنے بھائی مہاجر کا گھر آباد کرا دیا پھر تمام انصار
نے پیغمبر صاحب سے عرض کیا کہ یا حضرت ہمارے بھائی مہاجر ٹھیرے پردیسی
یہاں اُنکی کوئی معاش نہیں ہمارے باغات ہیں اُن میں ادھر ہم میں بانٹ
دیجئے حضرت نے فرمایا نہیں تمہارے باغ تم کو مبارک بس اتنا کافی ہے کہ
ہم غریب الوطنوں کو محنت و مشقت میں شریک کر لو اور پیداوار میں سے
حصہ بانٹ دیا کرو۔ ایک بار مال غنیمت میں سے مہاجرین کو حاجتمند دیکھکر
حضرت نے کچھ زیادہ حصہ دے دیا انصار میں سے بعض نوجوان آدمی
اپنی جگہ کچھ ناخوش سے ہوئے حضرت کو خبر پہنچی آپ نے انصار کو جمع
کرکے اس کی وجہ سمجھائی اور فرمایا کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ اللہ
اور اللہ کا رسول تمہارے حصے میں ہوں تمام انصار یکزبان ہو کر
بول اُٹھے یا حضرت ہم بخوشی اجازت دیتے ہیں کہ ہمارے حصے کا مال
بھی مہاجرین کو دیجئے۔ بھائیو میں تم کو تو کچھ نہیں کہتا اللہ اعلم بما فی انفسکم
مگر میں اپنے ایمان کو اُن لوگوں کے ایمان سے ملاتا ہوں تو خدا کی قسم اسلام
کا نام لیتے ہوئے مجھکو شرم آتی ہے ؎ وائے بر من وائے بر انجام من۔ عار
دارد کفر از اسلام من۔ غرض ان لوگوں میں اس درجے کی اخوت اور
یکجہتی تھی جس کے برتنے پر انھوں نے اسلامی سلطنت قائم کی اب اخوت
کی جگہ لڑائی ہے جھگڑا ہے عداوت ہے حسد ہے پھوٹ ہے بدخواہی ہے
ایک کو ایک نہیں دیکھ سکتا اگر زید کو پیٹ بھر کر روٹی مل گئی تو اس کے

پڑوس والے فاقہ کریں تو اسکی بلا سے اور بھوکے مریں تو اس کی بلا سے اس کے
پاس اگر دفع برد کا سامان ہے تو پھر اسکے ذہن میں نہیں گزرتا کہ اسکے ابنائے
جنس کو بھی سردی کا احساس ہوتا ہے اور ان کو اگر کپڑا میسر نہیں آتا تو آگ اور دھوپ
کے سہارے سے زندگی بسر کرتے ہیں رات کو آگ اور دن کو دھوپ بھاڑ میں
جائیں ایسے لیل و نہار دھوپ کی تابش آگ کی گرمی وقنا ربنا عذاب النار
قرون اولے کے لوگوں میں بھی باہمی اختلاف تھے لیکن ان اختلافات کی وجہ
سے ان کی اخوت اسلامی میں خلل نہیں آتا تھا جیسے انگریزوں کی ولایت میں
پولیٹکل گروہ کنسرویٹو لبرل یونینسٹ سپر ٹسٹ گلیڈسٹو میں پارلمانٹ کی ایک
کی کاٹ میں ایک لگا رہتا ہے مگر نفس سلطنت پر سب جان دیتے ہیں بعینہ ایسا ہی
حال قرون اولے کے مسلمانوں کا تھا لڑتے بھی تھے اور جھگڑتے بھی تھے مگر
سلطنت اسلامی کی خیر خواہی میں سعی کا کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھتے تھے۔ اب ہم
لوگوں میں بھی برا یا بھلا اسلام تو ہے مگر کامن کاز یعنی غرض مشترک کے رنگ
میں نہیں جسکو دیکھو اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جدی مسجد بنانے کی فکر میں ہے۔ مذہبی گروہ
لتنے نکل پڑے ہیں اور نکلتے چلے آتے ہیں کہ یہی اختلاف اسلام کے ضعیف کر دینے
کو کافی ہے۔ دو مولوی کسی جزئی مسئلے میں مختلف تھے اور دو پارٹی بنے اور لگا
ایک دوسرے کی تکفیر کرنے تو کس تہذیب کے ساتھ کہ جوتا اور لٹھ اور کذاب اور قبقاب
اور فشر فقیر و رنگ امیر عجیب عجیب ناموں کی کتابیں تصنیف ہو رہی ہیں اور اس
کشمکش میں اسلام ہے کہ اس کی مٹی خوار ہے۔ یہی دیکھ کر میں نے تھوڑی دیر ہوئی کہا تھا
اسلام کو خارج سے خوف نہیں جو کچھ خطر ہے داخل سے ہے پہلے تو لوگ کہا کرتے تھے
انگریزی پڑھنے سے آدمی عیسائی ہو جاتا ہے اب عیسائیت کا خدشہ تو جاتا رہا
اس کی جگہ عام خیال یہ ہے کہ انگریزی تعلیم لامذہبی سکھاتی ہے۔ یہ خیال پہلے

خیال سے کہیں زیادہ بے اصل ہے۔ میں اسلام اور عیسائیت اور انگریزی تعلیموں
سے واقف ہوں اور بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر فی الواقع انگریزی
تعلیم سے اسلام کو مثلاً روپے میں ۲ر خدشہ ہے تو عیسائیت کو اٹھارہ آنے
توکردوں معجزات ہزارہا تعجبات آسمان فرشتے جنات دوزخ بہشت کیا ہے
جو عیسائیوں میں نہیں۔ تو اگر تعلیم انگریزی مذہب سے آزادی سکھاتی
ہوتی خود پادری کب اُس کو جائز رکھتے انگریزوں میں مذہبی تعصب اس درجہ
کا ہے کہ رومن کیتھولک عقیدے کے لارڈ رپن گورنر جنرل مقرر ہو کر آئے تو ایک
غل سا مچ گیا مسٹر پارنل نے انجیل پر حلف لینے سے انکار کیا تو سب کے سب مارنے
کو چلے۔ یوں مذہبی باتوں میں غفلت اور سہل انگاری سبھی سے ہوتی ہے مگر اس سے
لامذہبی کا الزام عائد حال نہیں ہوتا یہ بات البتہ غور کرنے کی ہے کہ اگر انگریزی تعلیم
لامذہبی کی محرک نہیں تو انگریزی خوان متزلزل العقیدہ کیوں ہوتے ہیں مذبذبین
بین ذلک لا الی ہؤلاء ولا الی ہؤلاء۔ اس بارے میں میرا خیال یہ ہے
کہ ہماری سوسائٹی کا قصور ہے اگر ہمارے گھروں میں مرد اور عورت مذہب کے پابند
ہوں اور بچے ماں باپ اور رشتہ داروں کو دیندارانہ زندگی کرتے ہوئے دیکھیں تو
یہ بجائے خود سب سے زیادہ مؤثر تعلیم ہے انگریزی ہمارے بچوں کو لامذہب نہیں بناتی
بلکہ ان کو لامذہب بناتے ہیں ہم اور ہمارے برے نمونے اور مذہب کے بارے میں
ہماری بے اعتنائی ہماری بے مبالاتی دنیاوی علوم کے علاوہ علوم مذہبی کا بوجھ بچوں پر ڈالو گے
تو یقیناً ہندوؤں سے بازی نہیں لیجا سکوگے میری قطعی رائے یہ تھی کہ تعلیم کے سلسلے سے تو مذہب کو
رکھو خارج اور سوسائٹی کی اصلاح کو بناؤ قائم مقام۔ مگر کیا کریں رونا تو یہی ہے سوسائٹی
ہی کام کی نہیں جب تک ایماندار ماں باپ نہ ہوں اولاد کا سدھرنا معلوم۔ اسی غرض سے
انجمن حمایت اسلام نے مجبور بچوں کو دینی و دنیوی ہر دو طرح کی تعلیم شروع کی ہے امید

اس تدبیر سے ہمارے لڑکوں کے دین کی بھی پوری پوری حفاظت ہوگی اور دنیاوی علوم میں بھی دوسری قوموں کے ساتھ ہو کر مقابلہ کر سکینگے۔ میں جانتا ہوں کہ بعض لوگ میری اس رائے سے اختلاف کرینگے مگر سوچو غور کرو اہل الرائے سے صلاح لو اسکے بعد بھی اگر یہ رائے ناپسند ٹھہرے مت ماننا لیکن خدا کے لئے کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی ہم جولی سے جا لگاؤ میرے نامۂ اعمال میں کفر کے فتووں کی گنجائش نہیں۔ حقیقت میں میری بھی عجیب رائے ہے سارے جہان سے نرالی۔ جدھر دیکھو تعلیم تعلیم کا غل ہو رہا ہے اور میں یہ سوچا کرتا ہوں کہ جس قدر تعلیم اسوقت تک ہو چکی ہے وہ بھی ضرورت سے بہت زیادہ ہے۔ بات یہ ہے کہ ابھی تک میرے نزدیک تعلیم کے اصول ہی ٹھیک نہیں ہوئے کچھ اس طرح کا خلط مبحث ہو رہا ہے کہ کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی اسوقت ساری تعلیم کا ماحصل ہے نوکری۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک عالم نوکری کے خبط میں گرفتار ہے جن کا پیشہ نوکری ہے وہ اور جنکا پیشہ نوکری نہیں وہ جن کو ضرورت ہے وہ اور جن کو ضرورت نہیں وہ جو اہل قلم کے خاندان سے ہیں وہ اور جو اہل قلم کے خاندان سے نہیں وہ جو سوسائٹی میں شریف سمجھے جاتے ہیں وہ اور جو شریف نہیں سمجھے جاتے وہ جس کو دیکھو نوکری کے لئے طیار ہو رہا ہے۔ الٰہی کیا نوکریاں آسمان سے برسیں گی یا زمین سے اُبلیں گی۔ اور نہیں برسیں گی اور نہیں اُبلیں گی تو یہ اتنی ساری مخلوقات جنھوں نے اپنی عمر کا بہترین حصہ اسی آرزو میں صرف کر دیا کیا کر کے کھائیں گے بس میرے نزدیک تعلیم کی رفتار حد سے زیادہ تیز ہو گئی ہے اسکو ذرا مدہم کیا جائے۔ جو لوگ دوسرے دوسرے پیشوں سے معاش پیدا کر سکتے ہیں اُن کو تعلیم کی ترغیب دینا ہرگز قرین مصلحت نہیں۔ پھر اس تعلیم کی نسبت یہ خیال کرنا کہ بس یہی ہے وہ چیز جس کی ہم کو درکار ہے بڑی مکروہ غلطی ہے۔ انگریزی عملداری میں ہم کو ایک سخت مشکل درپیش ہے کہ ہم کو چار و ناچار تعلیم کے ساتھ گنے کھانے پڑتے ہیں

اہل یورپ کی ہنرمندی اور صناعی اور ایجاد ہم کو پنپنے نہیں دیتی معاش کے جتنے کسب ہم کو یاد تھے مٹ گئے اور رہے سہے مٹتے چلے جاتے ہیں بس امیدیں اتنی جان باقی ہے کہ اہل یورپ سب کچھ کر سکتے ہیں ہندوستان کی زمین کو اٹھا کر ولایت نہیں لے جا سکتے ان کے ساتھ کمپیٹ کرنا تو محال عقل ہے اتنا بھی ہو جائے کہ ہم انکی نقل و تقلید کرنے لگیں تو جانو کہ سب کچھ پایا۔ یہ ہونی چاہیئے غرض و غایت تعلیم کی۔ تعلیم مروج ہے تو یہ نتیجہ نہ حاصل ہوا ہے اور نہ حاصل ہوگا۔ اس کے لئے خاص گروہ لوگ منتخب ہونے چاہئیں جن کی طبیعتوں میں ان علوم اور فنون کے اخذ کرنے کی مناسبت پائی جائے۔ لیکن بہت باتیں بنانے سے کام نہیں نکلتا منصوبے سوچنے والے تو میری طرح سینکڑوں ہیں کوئی کرنے والا بھی ہے۔ جانتے ہو کہ کرنا کیا چیز ہے۔ کرنے کے معنی ہیں کچھ دینا۔ فنڈ ہوں تو سب کچھ ہو۔ ایسے ایسے فنڈوں کی اس سے جیسے تمہاری انجمن حمایت اسلام کے پاس ہیں قوم کی پیاس بجھ چکی ولایت سے اُستاد بلواؤ کلیں منگواؤ ہونہار نوجوانوں کو ولایت چلتا کرو کہ وہاں طرح طرح کے کام سیکھ کر آئیں۔ اور یہاں آکر اُن کاموں کو پھیلائیں تب جاننا کہ قوم کے کچھ دن پھرے۔ انجمن حمایت اسلام نے اگر ڈیڑھ دو درجن یتیموں کی پرورش کی یا آدھی درجن رانڈوں کی تو خوب کیا بہت اچھا کیا ممبر قابل مدح ہیں اور چندہ دینے والے مستحق شکر گذاری لیکن قوم کی حالت اس قدر خستہ ہو رہی ہے کہ مجھے لاہور کا تو حال ٹھیک معلوم نہیں دہلی میں ہزارہا عورتیں ہیں شوہر موجود اور وہ بیوہ سے بدتر ہزارہا بچے ہیں ماں باپ دونوں زندہ اور وہ یتیم سے بڑھکر خوار۔ مسلمانوں میں سینکڑوں طرح کے عیب ہیں بد بینی ہے بدعقلی ہے ناعاقبت اندیشی ہے تعصب ہے بے ہنری ہے جہالت ہے کاہلی ہے شیخی ہے نالیاقتی ہے بے حمیتی ہے اور مقدور ہے تو اسراف ہے

لیکن سارے عیب ایک طرف اور اکیلی نفسی نفسی ایک طرف۔ جب تک یہ نفسی نفسی نہیں نکلے گی قوم نہ درست ہوئی ہے اور نہ درست ہوگی بلکہ میں دیکھتا ہوں تو قومیت اُٹھتی چلی جاتی ہے۔ سعدی نے ہم دردی کے مضمون کو کس عمدگی سے ادا کیا ہے ؎ بنی آدم اعضائے یکدیگر اند۔ کہ در آفرینش زیک گوہر اند۔ چو عضوے بدرد آورد روزگار۔ دگر عضوہا را نماند قرار۔ بھلا یہ تو اعلےٰ درجے کی ہم دردی ہے کہ آدمی آدمی کا درد کرے ہم کو یہ رتبہ کہاں نصیب یہاں تو اسلامی ہم دردی بھی اس قدر ضعیف اور مضمحل ہے کہ گویا نہیں ہے۔ ہم میں سے اگر کسی کو فکر ہے بھی تو اپنی پرداخت کی اس کو کوئی نہیں سمجھاتا کہ جب تک قوم کی حالت درست نہو شخصی حالت جیسی چاہئے کبھی درست ہو نہیں سکتی اسکی بہت سی مثالیں ہر جگہ موجود ہیں کہ ادنے درجے کے لوگوں میں سے کوئی شخص صاحب مقدور ہو بھی جاتا ہے تاہم قومی حقارت کے داغ کو ناصیۂ حال سے نہیں دھو سکتا۔ اسکے رہنے کی کوٹھی آراستہ اور شان دار ہوگی اس کا لباس فاخرہ اور قیمتی ہوگا اس کے خدمتگار وردی پوش ہونگے اسکے پاس متعدد سواریاں ہوں گی۔ اس کا خرچ وافر اور اجلا ہوگا شاید وہ گھس بیٹھ کر کے میونسپل کمشنر بھی بن گیا ہوگا مگر کہلائے گا موچی کا موچی۔ خدا وہ دن نہ لائے کہ مسلمان ہونا موجب عار و منقصت سمجھا جائے۔ لیکن اگر مسلمان زمانے کا رُخ نہ دیکھیں جیسا کہ دیکھتے ہو کہ نہیں دیکھتے اور اُن کے قبضے سے دولت نکلتی چلی جائے جیسا کہ دیکھتے ہو کہ نکلتی چلی جا رہی ہے تو بھائیو بکری کی ماں کب تک خیر منائے گی وہ روز بد تو اگر رہے گا یہ رہے گا۔ گھر میں

ع پدرِ من امیر خاں بودہ است کہ لینے سے عزت نہیں بنتی اس زمانے میں عزت کی شناخت ہے لیاقت اور لیاقت بھی وہ لیاقت نہیں جس کو تم نے لیاقت سمجھ رکھا ہے بلکہ وہ لیاقت جس کو وقت کے بادشاہ انگریز مانتے اور پسند کرتے

اور جس لیاقت کے بل پر اہل یورپ کودتے ہیں اس سے شاید کوئی شخص
بھی انکار نہیں کرے گا کہ جو لیاقت اس زمانے میں درکار ہے اس کا حاصل ہونا
تو ہنوز دلی دور اس کے حاصل کرنے کا جیسا چاہیئے اور جتنا چاہیئے شوق بھی
نہیں ہم کیونکر سمجھیں کہ قوم نے لیاقت کی ضرورت کو سمجھا اگر کچھ ہوا بھی ہے تو
اس کا کرڈٹ تمام و کمال گورنمنٹ کا حق ہے لیکن نہ گورنمنٹ پر انصافاً لازم
ہے اور نہ گورنمنٹ اتنا بھاری بوجھ اُٹھا سکتی ہے کہ ہم کو ہماری حاجت
کی قدر تعلیم دے مانا کہ ہم مفلس ہیں محتاج ہیں نے مقدور ہیں لیکن ایسے گئے
گزرے بھی نہیں سب کے سب کرنے پر آئیں تو خدا جانے کیا کریں میں کہتا ہوں کہ
جو لوگ دے سکتے ہیں بار بار نہیں جی مضبوط کر کے ساری عمر میں ایک دفعہ پیچھے
دل سے روپے پیچھے ایک ایک پیسہ بھی دے نکلیں تو مسلمانوں کا بیڑا پار ہے
یہ کچھ کم خوشی کی بات نہیں کہ چند روز سے مسلمانوں میں تحریک پیدا ہو گئی ہے
وہ پہلے غافل پڑے سوتے تھے کہ سر پر ڈھول بجاؤ خبر نہیں اب کلبلاتے اور کروٹیں
بدلتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیند ہوشیار ہو چلی ہے اب اتنی ہی بات کی کسر ہے کہ
کوئی شاباش ہے میرے شیر کہے اور ذرا سہارا بھی لگائے تو جھٹ سے اُٹھ کھڑے
ہوں۔ چونکہ خدا نے اتفاق میں بڑی قوت دی ہے سب سے بہتر تو یہ تدبیر تھی کہ
تمام ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ایک جگہ کوشش ہوتی یعنی سارے ہندوستان کے لئے
ایک فنڈ ایک انجمن لیکن اگر ایسا نہیں ہو سکا اور نہیں ہو سکتا تو خیر ہر صوبے
پیچھے ایک فنڈ ایک انجمن سہی اس سے کہ ایک ہی شہر میں کئی کئی انجمنیں ہوں کوئی
فائدہ معتد بہ مترتب ہونے والا نہیں افتراق کا ضروری نتیجہ ہے کشمکش اور
کشمکش کا ضروری نتیجہ ہے ضعف جیسا کہ اللہ تعالے جل شانہ فرماتا ہے
ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم اور اگر فی الواقع

بتقاضاے اخوت اسلامی یا بامید ثواب عاقبت یعنی خالصتہ ﷲ مسلمانوں
کی اصلاح اور فلاح میں کوشش کی جائے جیسا کہ ہر ایک انجمن کے ممبر
منہہ سے کہتے ہیں تو تعجب ہے کہ سب کے سب ایک کیوں نہیں ہو جاتے
الجنس یمیل الی الجنس - یہ تمام کوششیں جدید العہد ہیں اور
ابھی سے ان میں منافرت کا ہونا میری راے میں کچھ ٹھیک سی بات
نہیں - ہم کو بہت کچھ کرنا ہے پہلے ہم صلاح ہو کر کاموں کی فہرست
بناؤ اور پھر الاقدم فالاقدم کے لحاظ سے یکے بعد دیگرے سب کے
سب ایک ایک کام کر چلو - اسلام کی مثال ایک وسیع عمارت کی سی
ہے تمام تر بوسیدہ شکستہ مرمت طلب آیا یہ بہتر ہوگا کہ ہم ہر طرف کام
جاری کر دیں جیسا کہ ہو رہا ہے یا یہ کہ ایک ایک قطعے کی درستی کرتے جائیں
جیسا کہ مینے آپ صاحبوں کی خدمت میں عرض کیا - دل تو یہ چاہتا تھا
کہ جتنی دیر مجھکو دلی سے یہاں آنے میں لگی اتنی ہی دیر تک میں آپ صاحبوں
کو باتوں میں لگائے رہوں لیکن جو کچھ مینے کہا اس غرض سے نہیں کہا کہ آپ
صاحب ایک کان سے سنیں اور دوسرے کان سے نکال دیں بلکہ اس غرض سے کہا کہ
اس پر آپ غور اور غور کے بعد عمل کریں سننے اور سوچنے اور عمل کرنے میں یقیناً
اس سے زیادہ وقت صرف ہوگا جو مینے یہاں کے آنے میں صرف کیا ہے بلکہ اس سے بھی
زیادہ جو میں واپس جانے میں صرف کرونگا - بہرکیف میں آپ سب صاحبوں کا نہایت
شکرگزار ہوں کہ آپ صاحبوں نے میرے بیان کو متوجہ ہو کر سماعت فرمانے سے
عزت دی اگرچہ وہ اس عزت کا کسی طرح مستحق نہ تھا - اور اب کہ میری آمد و رفت
کا سلسلہ شروع ہوا ہے امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ اگلے سال پھر انہیں
دنوں یا شاید کوئی تقریب پیش آئے تو اس سے بھی پہلے مجھکو پھر آپ صاحبوں
کی ملاقات کی خوشی حاصل ہوگی - خدا کرے ایسا ہو - والسلام -

گمراہی اور عذاب آخرت میں گرفتار نہ ہوں۔ چہارم اہل اسلام کو اصلاح طرز معاشرت اور تہذیب اخلاق اور تحصیل علوم دینی و دنیوی اور باہمی اتحاد و اتفاق کا شوق دلانا۔ پنجم گورنمنٹ انگلشیہ کی وفاداری کے نتائج حسنہ سے اہل اسلام کو آگاہ کرنا۔ ششم ان مقاصد اور اغراض کے پورا کرنے کے لئے واعظوں کے تقرر۔ رسالے کے اجرا اور دیگر وسائل کو عمل میں لانا ‌+

ان اغراض کی تکمیل کے واسطے انجمن کی طرف سے چار واعظ ہیں۔ جن میں سے دو شہر کے مختلف حصوں میں ہر روز وعظ کہتے ہیں۔ اور حافظ شیخ غلام محی الدین صاحب صوفی و جناب مولینا مولوی حسن علی صاحب محمدن مشنری و اڈیٹر رسالۂ نور اسلام بحیثیت وکیل انجمن بیرونجات میں انجمن کے مقاصد کی اشاعت فرماتے ہیں۔ اور برادران اسلام سے انجمن کے واسطے امداد طلب کرتے ہیں۔ ان کے پاس قلمی سند مثبتہ دستخط میر مجلس و ممبران انجمن موجود ہے۔ تیرہ زنانہ مدرسے ہیں۔ جن میں کلام اللہ اور دینی کتابوں کی تعلیم ہوتی ہے۔ اور ضروری دستکاری بھی سکھائی جاتی ہے۔ ماہ محرم سنہ ۱۳۰۲ ہجری سے لڑکوں کی دینی و دنیوی تعلیم کے لئے ایک سکول لاہور میں جاری ہے۔ جو پہلے اپر پرائمری تک تھا۔ یکم جنوری سنہ ۱۸۸۸ء سے مڈل اور مارچ سنہ ۱۸۸۹ء سے انٹرینس کی پہلی جماعت تک کر دیا گیا ہے جوں جوں مسلمان بھائی ہمت کر کے انجمن کی امداد کرینگے۔ یہ سکول بھی آہستہ آہستہ ترقی کر کے انشاء اللہ کبھی مسلمانان پنجاب کا مرکز تعلیم ہوگا۔ ہفتہ وار انجمن کے مکان وعظ میں ایک جلسہ ہوتا ہے۔ جس میں واعظوں کے سوا تعلیم یافتہ مسلمان اپنی تحریروں اور تقریروں سے اپنے بھائیوں کو مستفید کرتے ہیں۔ انجمن کے میر مجلس صاحب اپنے مکان پر ہر روز کلام اللہ کا ترجمہ انجمن کی اغراض کی تکمیل کے لئے للہ پڑھاتے ہیں۔ ایک ماہوار رسالہ چھپتا ہے۔ جس میں انجمن کی کارروائی اور تہذیب کے ساتھ مخالفین مذہب اسلام کے سوالوں کے جواب اور ان کے مذہب کی تردید اور مسلمانوں کی حالت کی درستی کے متعلق مضامین شائع ہوتے ہیں۔ بچوں کی تعلیم کے واسطے کتب مندرجہ پشت چھپ گئی۔ اور اور کتابیں بھی تیار ہو رہی ہیں۔ جو مرتب ہونے کے بعد آہستہ آہستہ انشاء اللہ چھپ جائینگی۔ مسلمانوں کے لاوارث یتیم اور مسکین بچوں کی پرورش کے واسطے جو بیکسی کی حالت میں پادریوں کے ہاتھ آجاتے ہیں۔ یتیم خانہ کھل گیا ہے۔ جس میں گیارہ بچے داخل ہیں۔ اور علاوہ ازیں بعض یتیم بچوں کو مدرسے میں وظیفہ بعض کو فیس اور بعض کو سامان تعلیم دیا جاتا ہے۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور کی خدمت میں درخواست کی گئی ہے۔ کہ جو ایسے بچے لاہور کی کچہریوں میں آئیں۔ وہ انجمن کو دیئے جائیں۔ اگر مسلمان بھائیوں نے مال زکوٰۃ وغیرہ دے کر مدد کی۔ تو یہ سب کام انشاء اللہ اور بھی زیادہ خوش اسلوبی کے ساتھ پورے ہوں گے +

پس مندرجۂ بالا مقاصد اور کارروائیوں کے لحاظ سے سب مسلمانوں پر فرض ہے۔ کہ وہ اس انجمن کے مقاصد کی تکمیل کے لئے زر سے۔ زبان سے۔ قلم سے مدد کریں۔ اور جس طرح ہو سکے۔ ان کے پورا کرنے کے لئے ہر وقت مستعد رہیں۔ تاکہ دین اور دنیا میں ان کو سرخ روئی حاصل ہو +

مسلمان بچوں کے واسطے اردو۔ فارسی۔ عربی اور انگریزی کی کتابوں کا سلسلہ

یہ کتابیں انجمن حمایت اسلام لاہور نے مسلمان بچوں کے واسطے بنائی ہیں۔ اس لئے ان میں ان باتوں کا لحاظ رکھا ہے۔ عبارت سلیس ہو۔ الفاظ ایسے ہوں جن کا پڑھنا اور سمجھنا مشکل نہ ہو۔ ہر ایک فقرہ جدا جدا ہو۔ تاکہ مطلب جلدی سمجھ میں آجائے۔ دینی مسائل کو لڑکوں کی سمجھ کے موافق نہایت آسان آسان بیانوں کے ساتھ ظاہر کیا گیا ہے۔ خدا کا جلال ایسی چیزوں کے ذکر سے بیان کیا ہے۔ جو ہر روز ان کی آنکھوں کے سامنے ہوتی ہیں۔ اور جن کے ساتھ ان کو کام پڑتا ہے۔ اور اسی سے ان کی معلومات کی ترقی بھی ہوتی جاتی ہے۔ نماز روزے کے ادا کرنے کی جابجا تاکید ہے۔ تاکہ بچپن ہی میں فرائض کے ادا کرنے کی طرف ان کی توجہ ہو۔ چیزوں کا بیان اس طرح نہیں لکھا۔ کہ ان کی نسبت کسی طرح کا لغو خیال دلوں میں بیٹھے۔ بلکہ اشیا کے حقیقی اور ضروری فائدے سے بیان کئے گئے ہیں۔ جن نیک عادتوں کا اختیار کرنا عورتوں اور مردوں کے واسطے ضروری ہے۔ ان کا بیان مختلف پیرایوں میں بار بار کیا گیا ہے۔ تاکہ ایسی عادتوں کی بزرگی ان کے دلوں میں مضبوطی سے بیٹھے اور ان کی طرف رغبت پیدا ہو۔ املا کے وہی قاعدے برتے گئے ہیں۔ جو پنجاب کے سررشتۂ تعلیم کی درسی کتابوں میں برتے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان قاعدوں کے ذریعے عبارت کے پڑھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ چونکہ طریقۂ تعلیم کی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ چھوٹے بچوں کے واسطے جلی قلم کی کتابیں مفید ہوتی ہیں۔ اسلئے ان کتابوں کو بھی جلی قلم سے لکھا یا گیا ہے۔ اور الفاظ جدا جدا لکھے ہیں۔ تاکہ پڑھنے میں آسانی ہو۔ ہر کتاب کی قیمت بغیر محصول ڈاک حسب ذیل ہے۔ قیمت درخواست کے ساتھ آنی چاہیئے ۔

کتب مرتبۂ انجمن حمایت اسلام لاہور				اور کتب	
اردو کا قاعدہ	۶ پائی	[illegible] پہلی کتاب	۱ر ۶ پائی	نماز انگریزی	۲ پائی
اردو کی پہلی کتاب (لڑکوں کے واسطے)	۱ر ۶ پائی	فارسی کی دوسری کتاب	۲ر ۳ پائی	قوت فیصلہ	۲ر
(لڑکیوں کے واسطے)	۱ر ۶ پائی	فارسی کی تیسری کتاب	۶ر	تضمین ارشد	۴ر
اردو کی دوسری کتاب	۲ر ۶ پائی	انگریزی کا قاعدہ	۳ پائی	نیرا عظم	۴ر
اردو کی تیسری کتاب	۵ر	معمولی سکول انگلش پرائمر	۱ر ۳ پائی	مخزن الحکمت حصہ اول	۸ر
		عربی کی پہلی کتاب	۲ر		

ان کی خوبی ان کے ملاحظے سے معلوم ہوتی ہے

عربی کی دوسری اور [illegible] زیر تیار ہو رہی ہیں۔ جو جلد چھپینگی ۔

اشتہار

کتابوں کے کتب خانہ انجمن کے متعلق اور کسی معاملے میں جو خط و کتابت کی جائے وہ سب مولوی کرم بخش صاحب کا سپانڈنگ سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور کے نام ہونی چاہیئے۔

RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED